گیت

گیت ہمارے سب کے لیے ہیں کیا اپنے کیا غیر — کبیرا سب کی مانگے خیر
ایک ہاتھ میں لیے لُکاٹھا، ایک ہاتھ میں پانی
سورگ جلا دے، نرک بجھا دے اس میں کیا حیرانی
ڈر لالچ ہیں ایسے پتلے جن کے ہاتھ نہ پیر — کبیرا سب کی مانگے خیر
دھوپ چاندنی ترے کھلونے رات اور دن دستانے
سورج تیری کرے چاکری دوج کھڑا پچھتانے
رہ جائے تو بھیتر چاہے کر باہر کی سیر — کبیرا سب کی مانگے خیر
مندر، مسجد، گرجا تیرے، تیرے ہیں گردوارے
پھر تیرے گھر میں یہ کیسے قدم قدم بٹوارے
ایک ہی تیرا رستہ جس میں ملیں حرم یا دیر — کبیرا سب کی مانگے خیر
موجوں پر بیٹھی ہے خدائی ساحل پر تنہائی
ناپ رہی تیرے ساگر کی صدیوں سے گہرائی
ڈوبنے والا من کہتا ہے اور ابھی کچھ تیر — کبیرا سب کی مانگے خیر

لفظ و معنی

غیر	-	اجنبی
خیر	-	بہتری، اچھائی
سورگ	-	جنت
نرکھ	-	نرک، دوزخ
بھیتر	-	اندر
حرم	-	کعبہ
دیر	-	مندر
ساحل	-	کنارا (دریا کا سمندر کا کنارا)
صدی	-	سو سال کی مدت

آپ نے پڑھا

- بیکل اتساہی کا یہ گیت پیت (محبت) کا پیغام دیتا ہے۔ اس گیت میں اپنے غیر سب کی خیر مانگی گئی ہے۔ شاعر نے بتایا ہے کہ مندر مسجد گرجا گرودوارے سب خدا کے ہی گھر ہیں۔ ایسے میں ایک دوسرے کو الگ الگ بانٹنے کا کام غلط ہے۔ سب انسان ایک ہیں۔ بس انسان کی بھلائی میں لگے رہو۔ ہندی کے مشہور شاعر کبیر داس نے اپنے دوہوں کے ذریعہ بھی یہی پیغام دیا ہے کہ 'کبیرا کھڑا بازار میں مانگے سب کی خیر'۔

آپ بتایئے

1. شاعر نے کس کو ایسا پتلا کہا ہے جس کے نہ ہاتھ ہیں نہ پیر؟
2. کبیرا کس کی خیر مانگتا ہے؟
3. حرم کی ضد کیا ہے؟
4. دھوپ کی ضد کیا ہے؟
5. ڈوبنے والا کس کیا کہتا ہے؟

مختصر گفتگو

1. بیکل اتساہی کا اصل نام کیا ہے؟
2. بیکل اتساہی کا سنہ پیدائش کیا ہے؟
3. بیکل اتساہی کی شاعری کس صنف کے لیے زیادہ مشہور ہے؟
4. مصرع مکمل کیجیے۔

گیت ہمارے سب کے لیے ہیں کیا اپنے کیا غیر | کبیرا سب کی مانگے..................

5. جمع بتایئے۔

غیر، خبر، عدد، موت، شریف

تفصیلی گفتگو

1. بیکل اتساہی کے بارے میں جو کچھ جانتے ہیں لکھیے۔
2. کبیرا سب کی مانگے خیر میں شاعر کیا کہنا چاہتا ہے؟
3. گیت سے آپ کیا سمجھتے ہیں؟
4. گیت کے پہلے بند کی وضاحت کیجیے۔
5. الفاظ ذیل کی ضد لکھیے۔

ہمارے، غیر، ایک، رات، باہر، حرم، گہرائی، سورج، سورگ

آیئے، کچھ کریں

1. بیکل اتساہی کی شاعری سے اپنی واقفیت کا اظہار کیجیے۔
2. بیکل اتساہی کے علاوہ گیت لکھنے والے کچھ اور شاعروں کا نام لکھیے۔

رباعی

چار مصرعوں کی ایک مختصر نظم کو رباعی کہتے ہیں جس کا پہلا دوسرا اور چوتھا مصرعہ ہم قافیہ ہوتا ہے۔ تیسرے مصرعے میں عام طور پر قافیہ نہیں ہوتا ہے لیکن اگر شاعر چاہے تو تیسرے مصرعہ میں بھی قافیہ کا استعمال کر سکتا ہے۔ پہلے دو مصرعے میں کسی بات کو پیش کرنے کی تمہید باندھی جاتی ہے۔ پھر تیسرے مصرعے میں بات کو آگے بڑھاتے ہوئے کوئی ایسا پہلو سامنے لایا جاتا ہے کہ بے ساختہ ذہن اصل موضوع کی طرف راغب ہو جائے۔ اور تب جا کر چوتھے مصرعے میں نہایت ہی پرزور اور اثر انگیز طور پر حاصل مضمون کو اس طرح پیش کیا جاتا ہے کہ پڑھنے والے پر ایک ڈرامائی اثر قائم ہوتا ہے۔ یہ مصرعہ اتنا زوردار ہوتا ہے کہ مضمون کا سارا نچوڑ اس میں آجاتا ہے۔ اور ایک خاص بات اس صنف کی یہ ہے کہ اس کا وزن مخصوص ہے۔ عام طور پر لاحول ولا قوۃ الا باللہ کے وزن کا استعمال کیا جاتا ہے۔ اس کے علاوہ بھی کچھ ارکان مخصوص ہیں ان کے بارے میں زیادہ جانکاری اعلیٰ درجات میں دی جائے گی۔

رباعی ایک مشکل فن ہے کیوں کہ کسی بات کو صرف چار مصرعہ میں اس طرح پیش کرنا کہ ایک وحدت تاثر قائم ہو کوئی آسان کام نہیں۔ اس کے باوجود رباعی ایک مشہور ترین صنف ہے۔ خاص طور پر فارسی شاعری میں اس صنف کو جو عروج حاصل ہوا وہ بے مثال ہے۔ عمر خیام کی فارسی رباعیاں پوری دنیا میں مشہور ہیں۔ اس کا ترجمہ دنیا کی کئی زبانوں میں ہو چکا ہے۔ سرمد بھی فارسی کے ایک مشہور رباعی گو شاعر ہیں۔

اردو میں رباعی کی روایت فارسی سے آئی۔ اردو کے پہلے صاحب دیوان شاعر قلی قطب شاہ کے یہاں بھی رباعیاں مل جاتی ہیں۔ اس وقت سے لے کر آج تک ہر زمانے میں شاعروں نے رباعیاں لکھی ہیں۔ ولیؔ، میرؔ، دردؔ، سوداؔ، مومنؔ آتشؔ، ناسخؔ، غالبؔ جیسے مشہور شاعروں کی رباعیاں بھی مشہور ہیں۔ اکبر الہ آبادی کی مزاحیہ رباعیاں تو بہت مشہور ہیں۔ حالیہ دور میں رگھوپتی سہائے فراقؔ گورکھپوری کی رباعیوں کو کافی شہرت ملی ہے۔ یہاں اس کتاب میں تلوک چند محرومؔ، جگت موہن لال رواںؔ اور طلحہ رضوی برقؔ کی رباعیاں شامل کی گئی ہیں۔ آپ اسے پڑھ کر اس بات کو اچھی طرح سمجھ سکتے ہیں کہ رباعی میں کس طرح کی باتوں کو پیش کیا جاتا ہے۔ اس میں مذہبی، اخلاقی، فلسفیانہ، عاشقانہ، رندانہ غرض کہ ہر طرح کے مضامین پیش کیے جا سکتے ہیں۔ رباعی میں حمد بھی پیش کی جاتی ہے اور نعت بھی کہی جاتی ہے۔

تلوک چند محروم

تلوک چند محرومؔ اردو کے ایک مشہور و معروف شاعر ہیں۔ انھوں نے بے شمار نظمیں اور غزلیں لکھی ہیں۔ رباعی کی صنف میں تو انہیں مہارت حاصل تھی۔ ان کے کئی شعری مجموعے منظر عام پر آ چکے ہیں۔ 'کلام محرومؔ' ان کا پہلا شعری مجموعہ ہے جو 1916ء میں شائع ہوا تھا۔ اس کے علاوہ 'گنج معنی' کاروان وطن، نیرنگ معانی وغیرہ ان کے مشہور شعری مجموعے ہیں۔ 'رباعیات محرومؔ' کے نام سے ان کی رباعیوں کا بھی ایک مجموعہ شائع ہو چکا ہے۔

محروم کی شاعری کا موضوع بنیادی طور پر انسان دوستی ہے۔ وہ ایک صوفی منش انسان تھے اور بلا تفریق مذہب و ملت تمام انسانوں سے محبت ان کا بنیادی عقیدہ تھا۔ انھوں نے وطن دوستی اور فطرت پرستی کے تعلق سے بھی بے شمار نظمیں لکھیں ہیں۔ سیاسی موضوعات پر بھی ان کی نظمیں مل جاتی ہیں لیکن جو بھی انھوں نے لکھا ہے ان سب میں کہیں نہ کہیں سے انسان دوستی اور قومی یکجہتی کا پیغام ضرور مل جاتا ہے۔ انسان دوستی اور انسانیت کو پروان چڑھانے کے لیے وہ یہ ضروری سمجھتے تھے کہ اس کے لیے بچپن سے ہی ایسی تربیت ضروری ہے۔ شاید یہی وجہ ہے کہ انھوں نے بے شمار نظمیں بچوں کی ذہنی تربیت کے مقصد کو سامنے رکھ کر لکھی ہیں۔ جہاں تک غزلوں کا تعلق ہے اس میں ان کے صوفیانہ مزاج کی جھلکیاں نظر آتی ہیں۔ اخلاق و کردار، محبت و خلوص، فنا و بقا جیسے موضوعات ان کی غزلوں میں جگہ پاتے ہیں۔ ان کا انداز بیان نہایت سادہ عام فہم اور دلکش ہے۔

تلوک چند محرومؔ کا تعلق پنجاب کے مشہور قصبہ گجرانوالہ سے ہے۔ جہاں وہ سن 1887ء میں پیدا ہوئے تعلیم سے فراغت حاصل کرنے کے بعد وہ درس و تدریس سے وابستہ ہو گئے۔ علم کی روشنی لوگوں تک پہنچانا ان کا پیشہ بھی تھا اور ان کا مقصد زندگی بھی۔ سن 1966ء میں ان کا انتقال ہو گیا لیکن ان کی شاعری کو آج بھی لوگوں میں قبولیت عام حاصل ہے۔